ماڈیول نمبر 4　　　سبق نمبر 24　　سودا: قصیدہ

سبق نمبر	نظم کا نام	زبان کی مہارتیں				عملی کام/سر گرمیاں
		سننا/ بولنا	پڑھنا	لکھنا	اصناف/ قواعد	
24	قصیدہ - سودا	نئے الفاظ اور محاوروں کو اپنی گفتگو میں استعمال کرنا	نظم (قصیدہ)	سوالات کے جوابات	نظم کی صنف قصیدہ	سودا کے قصیدے کا مطالعہ کرنا

شاعر کا مختصر تعارف :-

مرزا رفیع سودا 1713 عیسوی سن میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے ذہین اور موزوں طبع شخصیت کے حامل تھے۔ دہلی کے بادشاہ شاہ عالم آفتاب بھی سودا سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ انکی شہرت سن کر ہی انھیں نواب شجاع الدولہ نے لکھنؤ آنے کی دعوت دی۔ آپ نے اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے جواہر لکھنؤ میں بکھیرے۔ اور آپ کی وفات 70 سال کی عمر میں ہوئی۔ سودا بڑے ہی باکمال اور قادرالکلام شاعر تھے۔ آپ نے مرثیہ نگاری، غزل گوئی اور قصیدہ گوئی میں طبع آزمائی کی۔ لیکن ان کی شہرت بطور شاعرِ قصائد ہوئی۔ ان کے قصائد میں شوکتِ الفاظ، تازگی مضامین اور بلند خیالی کے ساتھ فصاحت و بلاغت کی عمدہ نمونے نظر آتے ہیں۔ سودا کے قصائد میں مذہبی اور غیر مذہبی تمام قسم کے قصائد شامل ہیں۔ ان کے قصائد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فاطمہ زہرہ، امام حسن و حسین کے علاوہ شاہ عالم بہادر، نواب سیف الدولہ، غازی الدین خان بہادر اور نواب شجاع الدولہ جیسی شخصیات موضوعِ سخن رہی۔

قصیدے کا خلاصہ :-

یہ قصیدہ مرزا رفیع سودا نے نواب غازی الدین خان بہادر کی شان میں لکھا تھا۔ یہ قصیدہ کافی طویل ہے۔ یہاں ہم اس کے کچھ حصّوں کا مطالعہ کریں گے۔ اس قصیدے کے تمہیدی اشعار میں سودا نے نہایت خوبصورتی اور نئے انداز میں بیان کیا کہ جب وہ فجر کے وقت ہلکی سی نیند میں تھے۔ تب کسی کے قریب ہونے کا احساس ہوا۔ انہوں نے پوچھا "آپ کون ہو؟" اس نے جواب دیا "آپ مجھے نہیں پہچانتے ہو؟ میں وہ ہوں۔ جس کی ہر کوئی تمنا کرتا ہے۔ میری چاہت میں سب لوگ گردش کرتے رہتے ہیں۔ میری چاہت کسی کو سونے نہیں دیتی ہے۔ میں "خوشی" ہوں۔" شاعر نے خوشی کو انسانی روپ میں دیکھا۔ اس لیے انسانی حلیہ اور اسکے ملبوس لباس کے ساتھ آرائش و زیبائش کو مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ خوشی کو خود اپنے پاس آتا دیکھ کر شاعر بہت خوش ہوا۔ اس طرح درجہ بدرجہ قصیدے میں شاعر نے اردو زبان کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی دیگر زبانوں کے الفاظ سے بھی روشناس کرایا ہے۔

خاص باتیں : سودا کا یہ قصیدہ زبان و اسلوب کے اعتبار سے عمدہ نمونہ ہے۔ سودا کے قصیدے میں اردو کے ساتھ ہندی زبان کے الفاظ کا موثر استعمال نظر آتا ہے۔ جیسے 'بالک' ہندی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا استعمال شاعر نے 'بال ہٹ' بچوں کی ضد جو ایک بچوں کی خاصیت ہے۔ اس کو بخوبی بیان کیا ہے۔

قصیدے میں نئے الفاظ ترتیب دیے گئے ہیں۔ جیسے کسی لفظ میں 'چہ' لگا کہ لفظ بنانا۔ جیسے

کتاب سے کتابچہ

باغ سے باغیچہ

اس قصیدے کا مطالعہ کرنے پر یہ بات واضح ہوتی ہے۔
کہ سودا نے اس میں تمام اجزائے ترکیبی کو شامل رکھا ہے۔
اس میں صنعت اشتقاق کا استعمال ملتا ہے۔

اپنی جانچ آپ کیجئے۔

متن پر مبنی سوالات :-

خوشی شاعر کے پاس کس لباس میں آئی؟

الف- سونے چاندی کے تاروں سے بنے لباس میں
ب- چاند ستاروں سے مزین لباس میں
ج- لوہے کی سلاخوں سے بنے ہوئے لباس میں

2- 'بالک' کس زبان کا لفظ ہے؟

الف- انگریزی ، ب- فارسی، ج- ہندی

سمجھنے کی باتیں

اس قصیدے میں بہت سی باتیں سمجھنے کی ہیں۔ یہ ایک وعظیہ قصیدہ ہے۔ جس میں اردو زبان کے علاوہ دیگر زبان کے نئے الفاظ و محاوروں استعمال دکھائی دیتا ہے۔ اس میں شاعر نے اپنا تسلسل مرکزی محور پر قائم رکھا ہے۔ شاعر اس میں تشبیب سے روگردانی کرتے ہوئے حسن طلب کی تعریف و توصیف کے دائرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ایک جگہ مدوحی اشعار ارشاد فرماتے ہیں کہ

تجھ کو للکار کے میدان میں صفِ مرداں کی
سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مردک

یہاں 'مرد' کے 'ک' لگا کر 'مردک' لفظ بنایا گیا ہے۔

مختصر جواب والا سوال :-

نظم کی مختلف اصناف بیان کرتے ہوئے قصیدے کے اجزائے ترکیب بیان کیجیے؟

مختصر جواب والا سوال :-

قصیدے کے تمہیدی اشعار کی تشریح و تحسین کیجیے؟

طویل جواب والا سوال :-

سودا کی قصیدہ نگاری کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے؟